حق السماع

مصنفہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ناشر

دارہ اشرف لعلوم نانک وارڑہ کراچی

لاہور میں ملنے کا پتہ

ادارۂ اسلامیات، انارکلی، لاہور

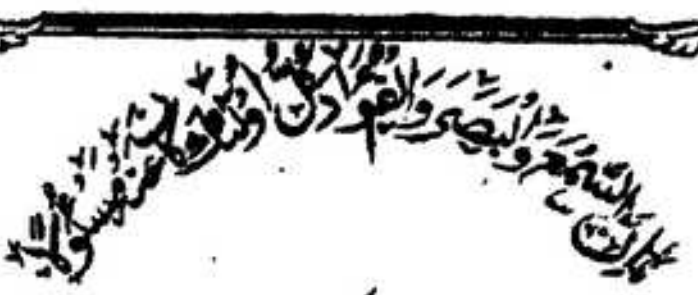

بر سماع راست ہر کس چیز نیست
طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست

3806
5

حق السماع

از تصانیف مفیدہ

حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

بماہ محرم ۱۳۴۶ھ

ادارہ اشرف العلوم نزد مولوی مسافر خانہ کراچی نے
کلیم پریس میں چھپوا کر شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل السماع مترجما عن الغیوب و الاذن قمعا للقلوب والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد الذی ھو کشاف للکروب وشاف عن العیوب و شافع لاھل الذنوب وعلیٰ الہ وصحبہ الاتقیاء الاصفیاء المسلمین قبل طلوع الشمس وقبل الغروب الذی لا لیلھم فترۃ ولا لغوب من اعلاء الظاھر والباطن فی الحروب وعلیٰ اولیاء امتہ الذین بذلوا مھجھم فی لقاء المحبوب ورضاء المشھود المحجوب۔

اما بعد۔ اس زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ ہر چہار طرف قوالی کا زور ہے اور مجالس سماع کا شور ہے نہ اس کے آداب پر نظر ہے نہ اس کے شرائط وموانع کی خبر ہے ہر عامی اجتہاد کا دم بھر رہا ہے اور محققین سے حجتیں کر رہا ہے کوئی بزرگان پیشین کے فعل کو سند لاتا ہے کوئی رسالے اور اشتہار دکھاتا ہے اسی طرح طرف ثانی میں کسی کو اولیاء اللہ پر انکار ہے اور علی الاطلاق اس عمل کی حرمت پر اصرار ہے کسی کو یہ تماشائے اختلاف دیکھکر حیرانی ہے اور نا حقیقت شناسی پر پریشانی ہے اس لئے اس سیہ کار ان نے جستہ جستہ واظہار الحق چاہا کہ چند مختصر فصول اس مسئلہ کے متعلق لکھے اور اس فن کے مسلم محققین کے ارشادات ان میں پیش کرے تاکہ حق کا یقین ہو جاوے۔ اور اہل حلہ کی اصلاح ہو۔

وما علینا الا البلاغ المبین وان ربک ھو اعلم من یضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین۔

تمہید

جاننا چاہیے کہ اول تو اس میں کلام ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی نے سماع کو جائز رکھا ہے۔ اور اگر کسی کے نزدیک جائز ہے تو امام ابوحنیفہ جن کی ہم تقلید کرتے ہیں، آیا ان کے مذہب میں بھی جائز ہے اور اگر کسی نے ان سے بھی جواز نقل کیا ہو تو وہ ناقل علماء مذہب حنفی سے ہے یا نہیں پھر شق ثانی پر یہ نقل علماء حنفیہ کی نقل کی معارض تو نہیں اور درصورت تعارض کس کی نقل کو ترجیح و تقدیم ہے اور درصورت عدم جواز بمذہب حنفی آیا حنفی کو دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا چاہیے یا اپنے امام کے قول کو لینا چاہیے اور اگر دوسرے امام کے قول کو لے کر سماع کو جائز کہا جاوے تو آیا وہ مطلق سماع ہے یا مع آلات ہے۔ اور اگر مع آلات ہے تو آیا کل آلات جائز ہیں یا بعض اور جو کچھ بھی ہو آیا اباحت اس کی قیاسی ہے یا قول و فعل شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منصوص ہے اور بہر حال میں اس کی اباحت کے لئے کچھ شرائط و موانع بھی ہیں یا نہیں اور ہمارے زمانے کے مجالس سماع میں آیا وہ شرائط مجتمع اور موانع مرتفع ہیں یا نہیں اور اگر کسی یا کسی جماعت کے حق میں بوجہ اجتماع شرائط و ارتفاع موانع اہلیت کا حکم کر کے مباح بھی قرار دیا جائے لیکن احتمال ہو کہ اس کے سننے سے دوسرے شخص کو جو اس کا اہل نہیں ضرر ہوگا تو اس صورت میں اہل کو اجتناب لازم ہے یا نہیں اور اگر نہ اسکو

فصل ثانی

اس کی تحقیق میں کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک سماع کا کیا حکم ہے درمختار میں ہے کہ اس شخص کی بھی گواہی مقبول نہیں جو مجمع میں گاتا ہو کیونکہ وہ شخص لوگوں کو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہے۔ قاضیخاں میں ہے کہ اصل میں مذکور ہے کہ گانے والے کی گواہی مقبول نہیں جو اس کا اعلان کرتا ہے اور لوگوں کو جمع کرتا ہے کیونکہ وہ شخص علی الاعلان معصیت کرتا ہے درمختار میں حضرت ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آواز ہو اور گانے کی جماتی ہے نفاق کو قلب میں جس طرح پانی گھاس کو جماتا ہے رسالہ نصیحت میں مبسوط سے نقل کیا ہے کہ ملاہی کا سننا اور گانا سب حرام ہے اور محیط سے لکھا ہے کہ گانا اور تالیاں بجانا اور ان چیزوں کا سننا سب حرام ہے۔ اور نہایہ سے لیا ہے کہ گانا اور تالیاں بجانا اور طنبورہ اور بربط اور دف[ع] اور جو اس کے مشابہ ہو حرام ہے۔ اور رسالہ مذکورہ میں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رح کا فتویٰ منقول ہے اس میں لکھا ہے کہ مضمرات میں ہے جس شخص نے کہ مباح کیا غنا کو وہ فاسق ہوگا اختیار میں ہے کہ تحقیق غنا گناہ کبیرہ ہے حمادیہ میں ہے تغنی حرام ہے۔ تاتارخانیہ میں امام حلوانی کا قول نہایت شدید نقل کیا ہے یہاں تک کہ منقول تھا رسالہ مذکور سے رکفایہ حاشیہ ہدایہ میں مستصفیٰ سے نقل کیا ہے کہ غنا سب دینوں میں حرام ہے پس زیادات میں کہا ہے کہ جب وصیت کرے کوئی شخص ایسے امر کی جو گناہ ہو ہمارے نزدیک اور قابل گناہ کے

ع۵ مراد اس سے یا تو وہ دف ہے جس پر جلاجل ہو یا جو بطور لہو و مشغلہ کے ہو یا ایک روایت اس کی تو درست کرلیا ہے

نزدیک، اور ذکر کیا منجملہ ایسے امور کے گانے والوں اور گانیوالیوں کے لئے وصیت کرنے کو اور ظہیر الدین مرغینانی رح سے منقول ہے کہ جو شخص ہمارے زمانہ کی قرآت پڑھنے والے کی قرآت سن کر کہے کہ خوب پڑھا وہ کافر ہو جاتا ہے اور مراد یہ کہ جو غنا سے قرآن پڑھے - ہدایہ میں جہاں دعوت کے موقع پر غنا پائے جانیکا حال لکھا ہے مرقوم ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ کل ملاہی حرام ہیں حتی کہ لکڑی بجا کر گانا بھی اور اسی طرح امام کے اس ارشاد سے کہ میں پھنس گیا تھا یہی معلوم ہوا کیونکہ پھنسنا تو گناہ کی چیز میں ہوا کرتا ہے، یہ سب کتابیں معتبر مذہب حنفی کی ہیں جو تدوین مذہب امام ابو حنیفہ رح کے لئے وضع ہوئی ہیں ان کا اتفاق دلیل کافی ہے اس پر کہ امام صاحب کا مذہب اس بارہ میں تحریم ہے۔

فصل ثالث

اس کی تحقیق میں کہ بعض کتب میں جو امام ابو حنیفہ رح سے جواز منقول ہے وہ حجت ہے یا نہیں۔ ان دنوں بعض رسائل شائع ہوئے ہیں جن میں امام صاحب کا مذہب بھی جواز کا نقل کیا ہے۔ سو مصنفین ان رسائل کے شافعی یا مالکی یا حنبلی یا اہل ظواہر سے ہیں اور علماء حنفیہ کی نقل کا حال فصل ثانی میں معلوم ہو چکا سو تعارض کے وقت حسب قاعدہ مسلمہ اہل البیت ادریٰ بما فیہ علماء غیر مذہب کی نقل مرجوح و ناکافی ہوگی جس طرح اگر حنفی دوسرے مذہب کا کوئی قول اس مذہب کے علماء کے خلاف نقل کرے تو حنفی کا نقل کرنا حجت نہ ہوگا، خود صاحب ہدایہ نے حلت متعہ کو امام مالک رح کی طرف نسبت کیا چونکہ ان کے

حنبلی و شافعی ہیں اور حنفیہ کا مذہب تو فصل ثانی میں معلوم ہو ہی چکا ہے۔

فصل سادس

اس کے بیان میں کہ در صورت اباحت سماع آیا اس کی اباحت قیاسی ہے یا حضرت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل سے ثابت ہے۔

سو اقوال سے ظاہراً ممانعت ہی معلوم ہوتی ہے چنانچہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو امامہؓ سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گانے والی لونڈیوں کے بیچنے اور خریدنے سے اور ان کی کمائی اور محنت کھانے سے اور طبرانی نے بروایت عمرؓ نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانے والی لونڈی کی قیمت حرام ہے اور اس کا گانا حرام ہے اور بیہقی نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا کہ گانے والی لونڈیوں کو نہ بیچو اور نہ خریدو اور نہ ان کو اس کی تعلیم دو اور ان کی تجارت میں خیر نہیں اور ان کے دام حرام ہیں اور ابن ابی الدنیا اور طبرانی اور ابن مردویہ نے ابوامامہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قسم اس ذات پاک کی جس نے مجھ کو دین حق دیکر بھیجا کہ نہیں بلند کیا کسی شخص نے اپنی آواز کو گانے میں مگر مسلط فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر دو شیطان کو کہ سوار ہوتے ہیں وہ اس کے کندھوں پر پھر اس کے سینے پر ایڑیاں مارتے ہیں جب تک وہ خاموش نہ ہو جاوے اور ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں و بیہقی نے سنن میں ابن مسعود سے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گانا بڑھاتا ہے قلب میں نفاق کو جس طرح بڑھاتا

ہے پانی ترکاری کو اور بہت احادیث اس باب میں مروی ہیں یہ تو مطلق سماع
کے باب میں روایات نقل کی گئیں اور خصوص معازف و مزامیر کے باب میں بھی
یہ اکثر دلائل حرمت کے وارد ہیں امام بخاری نے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے میری امت میں ایسے لوگ ہونے والے ہیں کہ خز اور حریر اور
شراب اور معازف کو حلال سمجھیں گے اور ترمذی نے یحییٰ بن سعید سے مرفوعاً
روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت پندرہ کام کرنے
لگے گی اس وقت اُن پر بلائیں نازل ہوں گی منجملہ ان کے گانے والی لونڈیوں
اور معازف کے تیار کرنے کو بھی شمار فرمایا اور بزار اور مقدسی اور ابن مردویہ
اور ابو نعیم اور بیہقی نے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آوازیں
ملعون ہیں دنیا اور آخرت میں ایک نرد کی آواز گانے کے وقت دوسرے
چلانے کی آواز مصیبت کے وقت اور مثل اس کے بہت احادیث ہیں شروع
فصل سے یہاں تک یہ سب حدیثیں رسالہ ابطال دعوی الاجماع سے نقل
کی گئیں اور رحمۃ مہداۃ میں قیس بن عبادہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک میرے رب نے حرام فرمایا مجھ پر شراب اور
قمار اور قنبیر یعنی عود یا طنبورہ اور ڈھولک اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ
فرمایا انھوں نے دف حرام ہے اور معازف حرام ہے اور ڈھولک حرام ہے
اور مزمار حرام ہیں روایت کیا ان دونوں حدیثوں کو بیہقی نے اور مشکوۃ
میں بیہقی سے بروایت جابرؓ نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ گانا جماتا ہے نفاق کو قلب میں جس طرح جماتا ہے پانی کھیتی کو اور

سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
بعضے لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پئیں گے اور ان کے سروں پر
معازف اور گانے والیوں سے بجایا گوایا جاوے گا اللہ تعالیٰ ان کو زمین
میں دھنسا دیگا، اور ان کو بندر اور خنزیر بنا دیگا۔ اور جامع ترمذی میں ہے
کہ ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں بھی خسف
اور مسخ واقع ہوگا جب علی الاعلان ہو جاویں گانے والیاں اور معازف
اور مسند ابن ابی الدنیا میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ ایک قوم اس امت سے آخر زمانہ میں بندر اور خنزیر بن جاوے گی
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے
قائل نہ ہوں گے آپ نے فرمایا کیوں نہ ہوں گے بلکہ صوم صلوٰۃ وحج
سب کچھ کرتے ہوں گے کسی نے عرض کیا کہ پھر اس سزا کی کیا وجہ ہے
آپ نے فرمایا کہ انھوں نے معازف اور گانے والیوں کا مشغلہ اختیار
کیا ہوگا، اور مسند احمد میں مروی ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بے شک مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر
بھیجا ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ مٹا دوں مزامیر اور معازف کو اور ابن
ابی الدنیا اور بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ خدا لعنت کرے گا نیوالیوں پر اور جس کی خاطر گایا جاوے
اور طبرانی اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع فرمایا غنا سے اور اس کے سننے سے مشکوٰۃ کے بعد کی

اپنا دف اور بانسلی والا بانسلی لیکر بیٹھتا ہے اور پھر دل میں سوچے کہ آیا اس ہیئت سے یہ جلسہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا ہے، اور آیا ان حضرات نے کبھی قوال کو بلایا ہے اور اس کے سننے کو جمع ہو کر بیٹھے ہیں بالضرور انکار کر اٹھے گا کہ ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اصحاب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت نہیں ہوئی اور اگر اس عمل میں کوئی فضیلت مقصودہ ہوتی تو یہ حضرات اس کو ہرگز نہ چھوڑتے آہ۔ یہ تو احادیث صحیحہ سے استدلال کرنے کا ذکر تھا کہ گو حدیث سے ثابت ہے مگر استدلال صحیح نہیں اور اس باب میں جو موضوع حدیثیں پیش کی جاتی ہیں جیسا قصہ تقسیم فرمانے چادر مبارک کا ان کے تو جواب ہی کی حاجت نہیں کیونکہ خود ان کا ثبوت نہیں چنانچہ تقسیم ردا کے قصہ کو صاحب عوارف نے تصریحاً موضوع کہا ہے پس ہرگاہ احادیث قولیہ سے ممانعت ثابت اور احادیث فعلیہ سے جواز غیر ثابت اب جواز کا منصوص کہنا جیسا ہمارے زمانہ کے مجوزین اس پر اصرار کرتے ہیں کسی طرح صحیح نہیں پس ابا حت جس کے نزدیک بوقیاسی ہے۔ ایسی حالت میں بعض لوگوں کی یہ دلیری کہ منکر جواز کو کافر کہتے ہیں کس قدر بے احتیاطی کی بات ہے اگر کسی کو رسالہ **بوارق الاسماع فی تکفیر من یحرم السماع** یا اس کی مثل کسی تصنیف یا تحریر سے شبہ پڑا ہو تو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ انھوں نے سماع کے معنی عام لے لیے ہیں حتی کہ نظم سادہ نثر کو بھی شامل ہے اور ظاہر ہے کہ اس میں کلام نہیں جیسا اوپر بھی ذکر ہو چکا

فصل سابع

اس کے بیان میں کہ درصورت اباحت اس کے لئے کچھ شرائط
وموانع ہیں یا نہیں اور ہمارے زمانہ میں آیا وہ شرائط پائے جاتے ہیں۔
یا موانع موجود ہیں سو امام غزالی نے احیاء العلوم میں پانچ شرطیں اور پانچ مانع لکھے ہیں شرطیں
یہ ہیں۔ اول رعایت زمان ومکان واخوان کی حضرت جنید نے فرمایا کہ سماع
تین چیز کا محتاج ہے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو مت سنو۔ زمان ۱ مکان ۲ و
اخوان ۳۔ زمان سے مراد یہ ہے کہ ایسا وقت ہو کہ اس میں کوئی ضروری کام
شرعی یا طبعی نہ ہو جیسے کھانا کھانا کسی سے قصہ وتکرار کرنا نماز پڑھنا یا اور
کوئی ایسا شغل جس سے دل بٹ جائے۔ مکان سے مراد یہ ہے کہ سماع
کا ایسا ہو کہ وہاں آمد ورفت کا راستہ نہ ہو ایسا کوئی ہنگامہ نہ ہو جس سے
دل بٹ جائے اخوان سے مراد شرکاء مجلس اس شرط کی وجہ یہ ہے
کہ جب مجلس میں کوئی ناجنس جو دولت باطن سے بے بہرہ ہو آجاتا ہے۔
اس کا آنا ناگوار اور گراں معلوم ہوتا ہے اور دل اُدھر لگ جاتا ہے،
اسی طرح جب کوئی مغرور دنیادار آجاتا ہے اس کی آؤ بھگت اور
دلجوئی کی ضرورت ہوتی ہے یا کوئی بناوٹ واللہ یا کار صوفی شامل
ہو جاتا ہے جو ریاکاری سے وجد کرتا ہے کپڑے پھاڑتا ہے ایسے
لوگوں کی شرکت سے لطف برباد ہو جاتا ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیے ہمارے
زمانہ میں اس شرط کی کہاں تک احتیاط کی جائے۔ اکثر نمازوں کے وقت

سماع ہوتا رہتا ہے۔ گاہ گاہ نماز بھی فوت ہو جاتی ہے۔ اور جماعت کا فوت ہو جانا اور وقت کا تنگ ہو جانا تو معمولی بات ہے۔ پھر نماز یا جماعت کے فوت ہو جانے سے قلق بھی نہیں بمقابلہ سماع کے سنن اور فرائض کی کچھ زیادہ وقعت نہیں سمجھی جاتی بلکہ بعضے تو کہہ اٹھتے ہیں کہ میاں حقیقی عبادت تو یہی ہے اور نماز سے بڑھ کر ہے نعوذ باللہ منہ۔ اکثر ایسے موقعوں پر سماع ہوتا ہے جہاں کسی کی بھی روک ٹوک نہیں حتی کہ اکثر فواحش و بداری و عوام الناس تماشا دیکھنے جمع ہو جاتے ہیں تخلیہ کا کہیں بھی اہتمام نہیں ہوتا۔ اکثر امراء و اہل ثروت حاضر رہتے ہیں علی مجلس ہیں ان کی نشست و برخاست میں امتیاز کا لحاظ کیا جاتا ہے دیا کار بھی کثرت سے شریک رہتے ہیں بلکہ زیادہ حصہ انہی لوگوں کا ہوتا ہے بعض مجالس میں اہل انکار بھی ہوتے ہیں جو اہل حال پر ہنستے ہیں ان پر طعن و اعتراض کرتے ہیں حتی کہ بعض موقعوں پر نوبت فحاشی و مناقشہ کی بھی ہو جاتی ہے۔ غرض شرط مذکور کا ایک جزو بھی نہیں پایا جاتا۔ اب دوسری شرط کی نسبت امام صاحب فرماتے ہیں۔ دوسرا ادب یہ ہے کہ حاضرین کی حالت میں غور کرے جن مریدوں کو سماع سے ضرر ہوتا ہے شیخ کو چاہیئے کہ ان کے روبرو سماع نہ سنے جن لوگوں کو سماع مضر ہوتا ہے وہ تین قسم کے ہیں اول وہ شخص جو ابھی طریقت سے واقف نہیں ہوا صرف ظاہری اعمال کو جانتا ہے دوسرا وہ شخص جس کو بوجہ مناسبت باطن کے سماع سے ذوق تو ہے مگر ابھی اس میں حظوظ اور شہوات

باقی ہیں نفس کی قوت اچھی طرح شکستہ نہیں ہوئی ہے شخص کو سماع
سننے سے شہوت کا ہیجان ہوگا۔ اور بیچارے غریب کا راہ مارا جاویگا
اور تکمیل سے رہ جاوے گا تیسرا وہ شخص کہ اس کی شہوت بھی شکستہ ہوگئی
ہو اور کسی خرابی کا بھی اندیشہ نہ ہو اور اس کی چشم بصیرت بھی کشادہ ہوگئی
ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھی اس کے قلب پر غالب ہو مگر ظاہری
علوم میں کمال اور پختگی حاصل نہ ہوئی ہو اور اسماء و صفات کے مسائل
سے اچھی طرح واقف نہ ہو جس سے یہ سمجھ سکے کہ جناب باری تعالیٰ میں
کس امر کو نسبت کرنا جائز ہے اور کس کو سوب کرنا باطل۔ جب ایسا شخص
سننا شروع کریگا اور سب مضامین اللہ تعالیٰ کی طرف لے دوڑیگا
خواہ اس کا منسوب ہونا باری تعالیٰ کی طرف صحیح ہو یہ غلط۔ پس ان خیالات
کفریہ سے جس قدر ضرر ہوگا سماع سے اتنا نفع بھی نہ ہوا ہوگا سو ایسے
شخص کو سماع لائق نہیں جس کا قلب ہنوز حب دنیا و حب جاہ میں آلودہ
ہو ایسے شخص کو بھی مناسب نہیں جو محض لذت اور طبیعت خوش کرنیکو
سنتا ہو پھر شدہ شدہ اس کی عادت ہو جاوے اور ضروری عبادات
اور مراعات قلب سے ان کو باز رکھے اور طریق سلوک اس کا منقطع
ہو جاوے الغرض سماع بڑی لغزش کی چیز ہے ضعیف الحال لوگوں کا
اس سے بچنا واجب ہے۔ آہ اب اپنے زمانہ میں ملاحظہ فرمالیجئے اکثر
سماع میں ایسے ہی ہوتے ہیں جن کے حق میں سماع مضر ہو باطن کی
تو کہاں تو بت آتی ہے ان لوگوں کے ظاہری اعمال تک درست

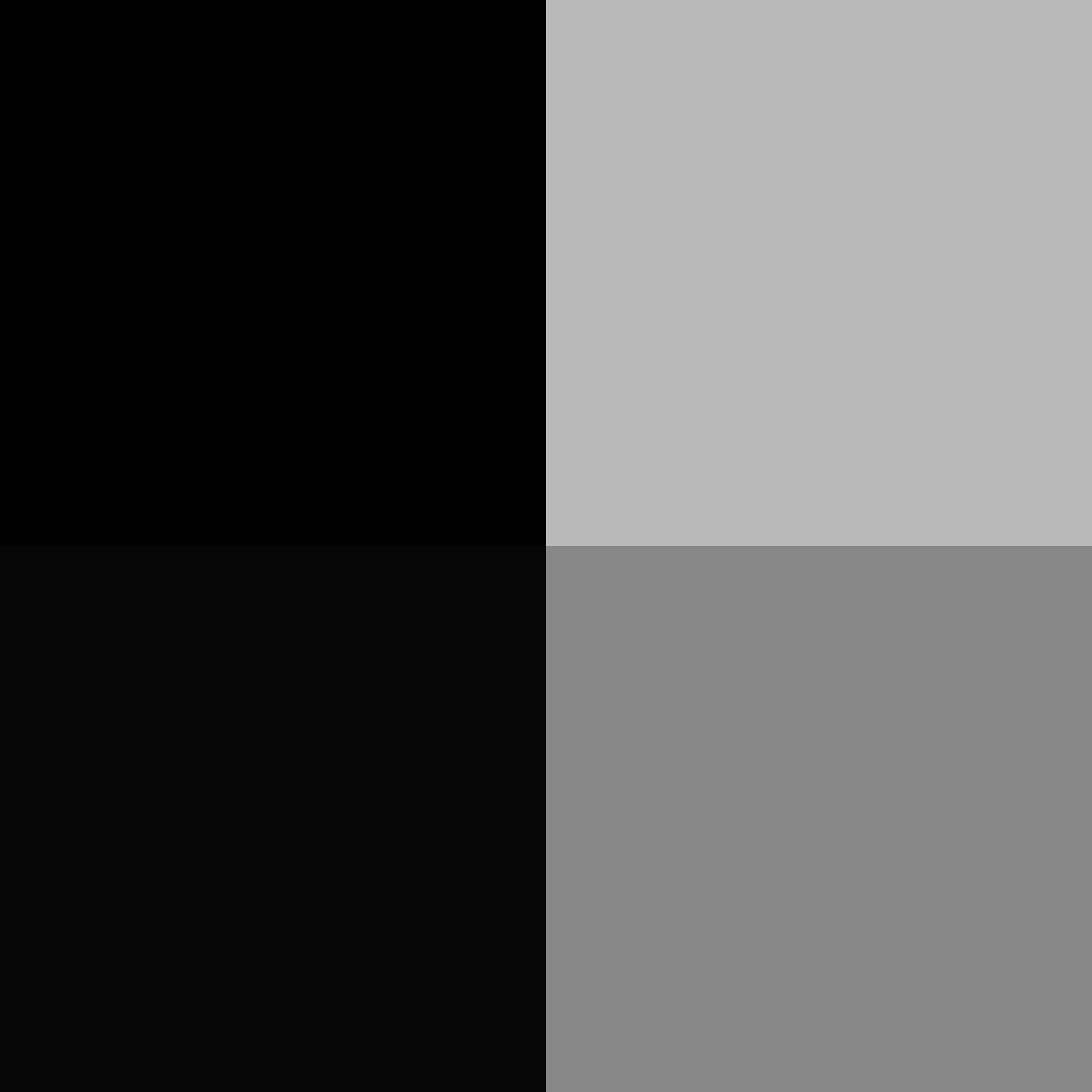

میں نزول کے کیا معنی دوسرے یہ جاننا ہو کہ ان معانی اصطلاحیہ کا
اعتقاد جناب باری میں جائز ہے یا نہیں سو یہ دونوں امر موقوف ہیں
علم کافی پر۔ اب دیکھ لیجئے کہ اس وقت کے اہل سماع میں سے ایسا تقوی
ایسا مجاہدہ ایسا علم کتنے شخصوں میں پایا جاتا ہے اور اگر کسی ایک آدھ میں
سب اوصاف بھی ہوئے تو تمام اہل مجلس میں تو نہیں پھر نا اہل کے روبرو
اہل کو سننے کی بھی تو اجازت نہیں پھر ایسی دوسری شرط کہاں ملحوظ رہی
اب تیسری شرط سنئے امام صاحب فرماتے ہیں کہ تیسرا ادب یہ ہے کہ خوب
کان لگا کر مضمون سنے ادھر اُدھر نہ دیکھے حاضرین مجلس کے چہروں پر نظر نہ
کرے ان کے وجد و حال کی طرف التفات نہ کرے۔ اپنے دھیان میں لگا ہی
اپنے قلب پر نظر رکھے اس کے باطن میں جو فنجانب اللہ کشود ہو اس پر
نگاہ رکھے کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے دوسروں کے دل بٹ جاویں
بلکہ بالکل بے حس اور بے حرکت ہو بیٹھا رہے نہ کھنکارے نہ جمائی لے سر
جھکائے ہوئے جیسے کسی سوچ میں بیٹھا ہو نہ تالیاں بجاوے نہ کودی
نہ اُچھلے نہ کوئی حرکت بناوٹ اور نمائش کی کرے بلکہ بلا ضرورت شدید
منہ سے کوئی بات نہ نکالے ہاں اگر بے اختیار کوئی کیفیت غالب ہو جاوے
اس میں معذور ہے کوئی ملامت نہیں پھر جب اپنے اختیار میں آجاوے
فوراً ہی ساکت و ساکن ہو جاوے پھر یہ شایان نہیں کہ وہی حالت
بنائے رکھے محض اس شرم سے کہ لوگ یوں کہیں گے کہ فلاں شخص کا
وجد جلدی ختم ہو گیا قصداً وجد نہ کرے صرف اس خوف سے کہ لوگ

کہیں گے کہ بڑا سنگدل ہے اس کے قلب میں کچھ صفائی اور رقت نہیں
آہ۔ اب اہل زمانہ کی حالت قابل غور ہے کہ اس شرط کی کہاں تک رعایت
کرتے ہیں اول تو مضمون سمجھنے والے ہی بہت کم ہوتے ہیں جب سمجھ میں آویگا
تو اس کی طرف کان ہی کیا لگاویں گے دوسرے گانے والے چونکہ بعض جگہ
خوشرو جوان ہوتے ہیں بعض جگہ یہ ظلم ہے کہ بازاری عورتیں ہوتی ہیں۔
اہل مجلس ان کو خوب گھورتے ہیں ایسی حالت میں کشود باطن کا ذکر ہی کیا جس کی
طرف متوجہ رہنے کا ان کو موقع ملے ان کو اپنی شہوت پرستی ہی سے فرصت
نہیں پھر بعض لوگوں میں تو یہ غضب ہے کہ ایسی نظر کو عبادت اور نعوذ
باللہ موجب قرب الٰہی سمجھتے ہیں بھلا ایسے عقیدہ کے ساتھ ایمان کا سالم
رہنا کس طرح ممکن ہے اور اگر کسی نے دیکھنے بھالنے سے احتیاط بھی کی
اور سر جھکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا اور کوئی کیفیت بھی ہوگئی اول تو
ایسی بے ادبیوں کے ساتھ وہ روحانی نہ ہوگی اور اگر اس سے بھی قطع
نظر کیجاوے تو یہ مصیبت ہے کہ اگر ذرہ ہوگی تو اس کو پھاڑ کر کے ظاہر
کر ڈالیں گے۔ کہیں نعرے لگا رہے ہیں کہیں لوگوں پر گر گر پڑتے ہیں غرض
تمام مجلس میں ایک طوفان برپا کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب دل اتفاقاً
پھنس گیا ان بیہودہ حرکتوں سے اس کا تمام تر لطف برباد ہو جاتا ہے۔
غرض تصنع و ریا، و ایذاء اہل مجلس کا پورا پورا حق ادا کرتے ہیں پھر کیفیت
فرو ہونے کے بعد لوگوں کی نظر میں صاحب حال بنے رہنے کے خیال سے
بہت دیر تک جھوٹا نشہ چڑھائے رکھتے ہیں، اور ہو حق کے نعرے لگاتے

رہتے ہیں، غرض یہ شرط بھی گئی گذری۔ اب چوتھی شرط ملاحظہ ہو، امام صاحب
فرماتے ہیں کہ چوتھا ادب یہ ہے کہ کھڑا نہ ہو اور نہ بلند آواز سے چلائے۔
جب تک اپنے کو ضبط کرنے پر قادر ہو آہ آہ یہ شرط کو بھی اہل سماع نے
جھل کر رکھا ہے اچھے خاصے ہوش و حواس درست اگر اپنی حالت و
کیفیت کو پوشیدہ رکھنا چاہیں تو ممکن ہے لیکن ایسا نہ کریں تو لوگ کیونکر معتقد
ہوں اور مجلس کس طرح ہو اس لئے اس قدر غل غپاڑہ کرتے ہیں اور
جامے سے باہر نکلے جاتے [illegible] ہے کہ تھا یہ
حضرت جی ہیں۔ پانچویں ادب کے باب میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی
صادق الحال کھڑا ہو جاوے تو سب اس کی موافقت کرنا چاہیے
اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اپنے احباب وافقاء کی رعایت ضروری ہے
یہ خلاصہ ہے ان کی تقریر کا اس ادب کو سن کر بعضے لوگ خوش ہوں گے
کہ اس پر تو ہمارا پورا عمل ہے سو حضرت سن اوّل تو ایک شرط بجا لانے سے
کیا کام چلتا ہے جب تک سب پر عمل نہ ہو اس کی ایسی مثال ہے کہ
کوئی شخص وضو میں صرف منہ دھوئے اور ہاتھ نہ دھوئے اور نہ مسح کرے
نہ پاؤں دھوئے۔ اور یہ کہہ کر کہ ایک جزو تو میں نے پورا کر دیا نماز شروع
کرے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسی نماز بالکل پامال ہوگی۔ دوسرے اگر
معنے فہمی سے کام لیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس شرط پر بھی عمل نہیں
ہے کیونکہ مدار اس شرط کا مراعات احباب کی ہے اور موافقت فی القیام
اس کی ایک ظاہری صورت ہے اور ایک جانبین سے واجب التعظیم

ہوتی ہے رمثلاً جس طرح مقتدیوں کو حکم ہے موافقت امام کا اسی طرح معنیً امام پر بھی لازم ہے موافقت قوم کی یعنی نماز میں ان کی راحت وہ سہولت کا لحاظ رکھے اسی طرح یہاں سمجھ کہ جس طرح اہل مجلس کو صاحب حال کی موافقت چاہیے۔ اسی طرح یہی شخص کو بھی قوم کی رعایت چاہیے یعنی لوگ [illegible] ہونے کے بعد بھی اس قدر قیام طویل کرتے ہیں کہ ہر اہل مجلس کو قیام میدان قیامت کا نظر آتا ہے جس کی مقدار ایک ہزار یا پچاس ہزار سال کی ہوگی علی اختلاف الاقوال تمام اہل مجلس تنگ اور دق ہو جاتے ہیں۔ سان کا ذرہ نہیں گھٹتا غرض یہ شرط بھی رخصت ہوئے یہاں تک تو شرائط کا حال معلوم ہوا کہ کیا کیا ہونا چاہیے تھا اور کیا کیا ہو رہا ہے، اب موانع کا حال سنئے جن کے ہونے سے سماع ممنوع ہو جاتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھتے جایئے کہ ہمارے زمانہ کی اکثر مجالس ان موانع سے متعین ہوتی ہیں امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دریافت کرے آیا سماع کسی حالت میں حرام بھی ہو جاتا ہے تو ہم جواب دیں گے کہ ہاں پانچ امر ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک بھی پیش آجاوے تو سماع حرام ہو جاتا ہے۔ ایک امر شعر خوانیوالے سے متعلق ہے، دوسرے امر آلہ سماع کے متعلق، تیسرے خود شعر منظوم کے متعلق اور چوتھے سننے والے اور اس کی عادت ڈال لینے کے متعلق اور پانچویں سننے والے کے عوام الناس میں سے ہونے کے متعلق کیونکہ سماع کے ارکان یہی ہیں سنانے والا سننے والا آلہ سماع

مجالس میں ایسے اشعار بھی پڑھے جاتے ہیں اور اہل مجلس میں سے بہتیرے نوجوان ہوتے ہیں کہ جو نامحرم عورتوں اور مردوں کے عشق میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ایسے اشعار کو ان کی طرف لیجاتے ہیں جن سے اُن کے قلب میں رحمت مسار کو زیادہ نشو و نما ہوتا ہے آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ جو تھا امر سننے والے کے متعلق وہ یہ ہے کہ اس شخص میں ابھی قوت شہوت غالب ہے اور جوانی کا جوش ہے اور یہ صفت اس کی دوسری تمام صفات پر غالب ہے ایسے شخص کے لیے سماع مطلقاً حرام ہے خواہ اس کے دل میں کسی محبوب مجازی کی محبت غالب ہو یا نہ ہو کیونکہ ہم جانتے ہیں جب یہ شخص ہے مضامین خط و خال و فراق و وصال کے سنے گا اس کی شہوت کو جنبش ہوگی اور شیطان اس کے دل میں پھونک مار کر کوئی معشوق تلاش کر اس کی طرف متوجہ کر دے گا۔ پس اس کے دل میں آتش شہوت مشتعل ہوگی اور خبیث قوتیں تیز ہوں گی اور اس میں شیطانی گروہ کو قوت دینا اور لشکر خداوندی یعنی عقل کو کمزور کر دینا ہے پس واجب ہے کہ ایسے شخص کو مجلس سماع سے باہر کر دیا جائے آہ۔

اب ملاحظہ فرمائیے کہ محض نوجوانی کو موجب مضرت بتلا رہے ہیں کہ اس کا دل کسی جگہ پھنسا نہ ہو بلکہ ایسے شخص کو مجلس سماع سے نکالدینے کو فرما رہے ہیں۔ اور جہاں اور اسباب فساد بھی جمع ہوں تو اس کا تو کچھ پوچھنا نہیں۔ اب اپنے زمانہ کی مجالس ملاحظہ ہوں کہ ان میں اکثر

نوجوان ہی زیادہ ہوتے ہیں اور بچانے کی تو کیا ہمت ہو گی خود رقعہ لکھ لکھ کر بلایا جاتا ہے۔ ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

پانچویں امر کی نسبت فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ شخص عوام الناس سے ہو جس کو نہ اللہ کی محبت اس پر غالب ہے نہ کوئی شہوت ہی اس پر غالب ہے اس کے لئے فی نفسہ مباح ہے مگر جب اس کی عادت مقرر کرلے اور اکثر اوقات اس میں لگا رہے تو یہ شخص مردود الشہادت ہو جاوے گا۔ آہ اب اپنے زمانہ کا حال دیکھ لیجئے کہ جو لوگ اس میں مبتلا ہیں انھوں اس کو بالکل دال روٹی کر رکھا ہے اور ذرا بہانہ مجلس منعقد کرنے کے لئے کافی ہو جاتا ہے یہاں تک شرائط و عوارض کی تفصیل اور اپنے زمانہ کی حالت ہم نے دکھلا دی ہے اب جواز ناجواز کا فیصلہ خود ناظرین کرلیں ہمارے عرض کرنے کی حاجت نہیں۔ اب کچھ متفرق جملے عوارف المعارف مصنفہ حضرت شیخ المشائخ مولانا شہاب الدین سہروردی امام الطریقہ کے مضمون بالا کی تائید میں نقل کئے جاتے ہیں۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں وجہ سماع کے منکر ہونے کی یہ ہے کہ بعض مرید دیکھے جاتے ہیں کہ ابھی ابتدائے ارادہ کی حالت میں ہیں اور ان کے نفوس ابھی تک صدق مجاہدہ کے خوگر نہیں ہوتے اس سبب سے ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ صفات نفس کیا ہیں اور احوال قلب کیا ہیں اس لئے ان کے حرکات موافق قانون علم طریقت کے منضبط نہیں ہوئے اور اپنے نفع اور نقصان کی چیز کو

نہیں پہچانا اور پھر مشغول سماع ہو جاتے ہیں آہ اس عبارت سے کئی شرطیں معلوم ہوئیں کہ مرید ہو کر مجاہدہ کامل کر چکا ہو۔ صفات نفس اور حالات قلب میں تمیز رکھتا ہو۔ ضروری احکام کا عالم ہو اور بدون ان اوصاف کے وہ مبتدی ہے اس کے لئے شغل سماع مضر ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ ان میں بعض شخص کھڑا ہو جاتا ہے نہ سمجھتا ہے نہ جانتا ہے کیوں کھڑا ہوا اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب نغمات موزوں سنتا ہے اس کا اثر کان سے طبیعت تک پہنچتا ہے ادھر طبیعت موزوں اُدھر آواز اور نغمہ موزوں اس وقت ایک حرکت طبعی پیدا ہوتی ہے اور طبیعت کے کھلنے سے نفس کا پردہ کھلکر قلب پر آپڑتا ہے اور یہ نشاط طبعی قلب کو ابھارتا ہے یہ شخص کھڑا ہو کر رقص موزوں کرنے لگتا ہے اور اس میں تصنع نفسانی کی آمیزش ہوتی ہے اور اہل حقیقت کے نزدیک بالکل حرام ہے اور یہ شخص اس کو قلبی سرور سمجھتا ہے حالانکہ قلبی سرور کا منہ بھی اس کو کبھی نصیب نہیں ہوا اور مانا کہ یہ قلبی سرور سہی مگر اس قلب میں نفس کا رنگ ملا ہوا ہے جس میں ہوا و ہوس کا میلان بربادی کا سامان موجود ہے اس کو یہ بھی خبر نہیں کہ حرکات میں نیک نیتی کیا ہوتی نہ اسکو صحت نیت کے شرطوں کی اطلاع ہے ایسے ہی رقص کے حق میں بزرگوں نے فرمایا ہے کہ رقص علامت نقص کی ہے کیونکہ اس رقص کا منشا طبیعت ہے جس میں ارادہ نیک نہیں بالخصوص جب کہ ان حرکات میں کھلا ہوا نفاق بھی ملا ہوا ہو اس طور سے کہ حاضرین مجلس

میں کسی کی نظر میں محبوب و مقرب اور معزز ہونا مقصود ہو اور اس میں بھی کوئی صحیح نیت نہ ہو بلکہ محض نشاط نفسانی اس کا باعث ہوا ہے کہ کسی سے لپٹ گیا کسی کا ہاتھ چوم لیا اور اسی طرح کی اور خفیف حرکتیں جو صوفیہ کے نزدیک محض مہمل اور لغو ہیں البتہ جن لوگوں کو تصوف کی وضع اور نقل ہی بنانا نصیب ہوا ہے۔ ان کی بات ہی الگ ہے یا مثلاً قوال امرد ہے کہ نفس کو اس کے دیکھنے کی کشش ہوتی ہے اور اس سے لذت آتی ہے، اور پھر اس سے خیال فاسد پیدا ہوتے ہیں یا مثلاً عورتیں اس مجمع کو تاک جھانک رہی ہیں اور نفوس جو ہوا و ہوس سے بھرے ہیں اس طرف چھٹے جاتے ہیں اور ان حرکات اور رقص اظہار وجد کو گویا سفیر و دلال بنا رکھا ہے یہ سراسر فسق و فجور ہے جس کے حرام ہونے پر سب کا اتفاق ہے آہ اس قول میں صاف فرما دیا کہ اگر واقع میں سچی حالت بھی ہو تو بھی بعض اوقات نفس کی آمیزش ہو جاتی ہے اور صاحب حال کو پتہ نہیں لگتا اور طبعی حرکت کو قلبی حرکت سمجھ بیٹھتا ہے اور جہاں بالکل ریا ہو اس کا تو ذکر ہی کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اس زمانہ میں فساد کی یہ کیفیت تھی جس کو حضرت شیخ لکھ رہے ہیں تو ہمارے زمانہ میں جو کئی صدی بعد ہے کیا ٹھکانا ہوگا۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ البتہ یہ آواز امرد کی ہو جس کی طرف نگاہ کرنے سے خرابی کا اندیشہ ہے یا نامحرم عورت کی آواز ہو۔ گو اس سماع میں ذکر و فکر کا وجدان ہی کیوں نہ ہو جب بھی وہ حرام ہے بوجہ احتمال فتنہ

حق السماع

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

آپ یہ کتاب آن لاین اہل حق ڈاٹ کام کے
توسط سے پڑھ رہے ہیں ۔اس کتاب کا
صفحہ نمبر 27 نامعلوم وجوہات کی بنا پر
مل نہی سکا ۔اگر کسی کے پاس ہو
توہمیں ای میل کر دیں۔

Www.Ahlehaq.Com

رونق دینا اور اس میں بہت سے گناہ ہیں ایک ان میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر صریح جھوٹ بولنا ہے کہ اس نے مجھ کو فلاں حالت اس کو نہیں دی اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگانا بہت ہی بڑا گناہ ہے ایک ان میں سے یہ ہے کہ بعض حاضرین مجلس کو دھوکہ میں ڈالنا ہے کہ وہ عقیدت مند ہو جاتا ہے، اور دھوکہ دینا خیانت ہے آہ دیکھئے یہ تو لغزش کا حال ہے جو بلا قصد غلطی اور کمبختی ہو جانے کا نام ہے اور جو شخص عمداً ایسی حالت پیدا کرے اس کا کیا حال ہوگا۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ اس قسم کی غلطیوں سے کتنے اہل سماع محفوظ ہیں۔ پھر خلاصہ مضمون کے طور پر فرماتے ہیں کہ اس مقدمہ میں جو گناہ سرزد ہو جاتے ہیں ان کی شرح از بس دراز ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے ہرگز سماع میں جنبش تک نہ کرنا چاہیئے۔ جب تک ایسی حالت نہ ہو کہ اس کی حرکت مثل رعشہ والے کے ہو جاوے کہ اس سے باز رہنے کی قدرت نہیں رہتی اور اس کی حالت چھینکنے والے کی سی ہو جاوے کہ چھینک کو ہٹا نہیں سکتا اور اس کی حرکت مشابہ سانس لینے کے ہو جاوے کہ بے اختیار طبیعت اس کی متقاضی ہوتی ہے اور سانس والا محض بے اختیار اور مغلوب ہوتا ہے آہ۔ دیکھئے اس قول سے وجد کی کیا شرط ثابت ہوتی ہے۔ فرح الاسماع میں حضرت جنیدؒ کا قول مذکور ہے کہ عوام کے لئے سماع بالکل حرام ہے اس لئے کہ ان کے نفس زندہ

ہیں آہ۔ اس سے دو شرطیں معلوم ہوئیں۔ نفس کا مردہ ہونا جس کی تعریف اوپر گذر چکی اور سماع والے کا خواص میں سے ہونا۔ اس کے لئے دو چیز کی ضرورت ہے۔ علم شریعت کا ماہر ہونا۔ علم حقیقت کا عارف ہونا کہ تطبیق کی قدرت رکھتا ہو جس کا شرط ہونا اوپر مذکور ہو چکا ہے یہ خلاصہ تھا شرائط و موانع کا جس کو ہم نے احیاء العلوم و عوارف المعارف سے نقل کیا ہے دیگر کتب فن میں بھی اسی مضمون کے قریب قریب مذکور ہے ان سب شرائط کی اجمالی فہرست یہ ہے۔ زمان یعنی ایسا وقت جس میں کوئی طبعی یا شرعی حاجت نہ ہو۔ مکان یعنی ایسا موقع جہاں عام آمد و رفت نہ ہو نہ کوئی ہنگامہ قلب کا مشغول کرنے والا ہو۔ اخوان یعنی شرکاء مجلس میں سے کوئی ناجنس نہ ہو دنیا دار نہ ہو ریاکار نہ ہو بلکہ سب کے سب طریقت سے واقف مجاہدہ میں کامل علم ظاہری و باطنی میں اصطلاحات صوفیہ سے باخبر ظاہر و باطن کو مطابق کرنے پر قادر ہوں ورنہ ایسوں کو سنانا تو کیا ایسوں کے روبرو دسننا بھی جائز نہ ہوگا بجز مضمون کے کسی طرف التفات نہ کرنا نہ کسی کے آنے جانے کی طرف نہ کسی کے وجد و حال کی طرف بے حس و حرکت بیٹھا رہنا نہ کھنکارنا نہ جمائی لینا نہ اپنے ارادہ سے کوئی جنبش کرنا بعد غلبہ کی کیفیت فرو ہو جانے کے وقت ادب اور سکون اور سکوت اختیار کرنا تصنع و ریا سے حال کی صورت نہ بنائے رکھنا تو اس کا خوشرو نوجوان محل شہوت نہ ہونا خواہ لڑکا ہو یا لڑکی بلکہ اس میں

بھی وہی صفات ہونا جو اہل مجلس میں ہونا ضرور ہے کیونکہ وہ بھی تو
شریک سماع ہے بالخصوص عمل اور علم پر قدرت کافی حاصل ہونا ورنہ
بے علمی میں تو اسرار و حقائق کے مضامین کے غلط معنی سمجھ کر زبان سے
نکال کر اپنا ایمان تباہ کرے اور بد علمی میں مشائخ کی عنایت اور خوشنودی
مزاج اور ان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے سے اپنی بدحالی
پر اس کو زیادہ جرأت ہوگی اور اس کی برائی اس کے جی میں نہ رہیگی
اور باعث ان دونوں خرابیوں کے اہل سماع ہوں گے اور ظاہر ہے
کہ معصیت کا سبب بن جانا بھی معصیت ہوتا ہے مزامیر اور ڈھولک
وغیرہ نہ ہونا اشعار میں مضامین خط و خال و فراق و وصال و مجازی
حسن و جمال کا نہ ہونا اگر اتفاقاً ایسے الفاظ آجاویں تو حسب اصطلاحات
تصوف محبوب حقیقی کے معاملات پر برعایت حدود شرعیہ ان کو
منطبق کرنا جس کے لئے کمال علم کی ضرورت ہے سننے والے کا
حالت شباب میں نہ ہونا اس کے خوگر نہ ہوجانا صفات نفسانی و
احوال قلبی میں امتیاز کا سلیقہ ہونا وجد میں نشاط طبعی و نفسانی کا
ذرہ برابر آمیزش نہ ہونا جس قدر غلبہ ہوا ہو اس سے زائد بالکل اظہار
نہ ہونا اس میں اختیار کا بالکل دخل نہ ہونا جب تک ضبط کی قدرت
ہو نعرہ نہ مارنا ہاتھ پاؤں نہ مارنا وجد میں نیت فاسد نہ ہونا جیسے
تحصیل مال و تحصیل جاہ و قبول عند الخلق کسی کو نہ لپیٹنا نہ کسی کے
ہاتھ پاؤں چومنا۔ عورتوں کا اس مجلس کو نہ جھانکنا، عوام کے جمع

کرنے کیلئے کوئی سامان مثل طعام و شیرینی کے نہ ہونا محض لذت کے لئے نہ سننا کسی عبادت یا وظیفہ کا ناغہ نہ ہونا۔ اب اہل انصاف ملاحظہ فرمالیں کہ مجالس سماع میں فی زماننا یہ شرطیں مجتمع ہیں یا نہیں۔

فصل ثامن

اس بیان کی کہ اگر کسی شخص میں اباحۃ کے تمام شرائط موجود ہوں اور اس کے[۵] سماع اس کے حق میں مضر نہ ہو مگر اس کے سننے سے احتمال ہو کہ دوسرا شخص جس میں وہ شرائط نہیں پائے جاتے سننے لگیگا اور اس کو ضرر ہوگا تو اس صورت میں اس شخص پر لازم ہے کہ باوجود خود ضرر نہ پانے کے دوسرے مسلمان بھائی کو ضرر سے بچانے کے لئے ترک کردے کیونکہ جس طرح معصیت کا ارتکاب معصیت ہے اسی طرح معصیت کا سبب اور ذریعہ بننا بھی معصیت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ پر اور مت مدد کرو گناہ اور ظلم پر امام غزالیؒ کا ارشاد اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ اگر شیخ مرید کے حق میں سماع کو مضر سمجھے تو اس کے روبرو سماع نہ سنے اور کتب فقہ میں بہت سے مسائل اس قاعدہ کے مرتب کئے ہیں کہ اگر کسی شخص کے فعل مباح کرنے سے دوسرا شخص معصیت اعتقادی یا عملی میں مبتلا ہو جاوے تو اس شخص کو اس فعل مباح کا ترک کر دینا واجب ہے چنانچہ ماہرین فن فقہ پر امر مخفی نہیں

---

[۵] یہ آیت کریمہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ان کا ترجمہ ہے۔

فصل ۹ تاسع

اس بیان میں کہ بالفرض اگر نہ اس شخص کو ضرر ہو نہ اس کی وجہ سے دوسرے کو ضرر ہو لیکن اہل بدعت کیساتھ تشبہ ہوتا ہو جیسا کہ اس زمانہ میں مشاہدہ ہو رہا ہے کہ یہ فعل کثرت سے اہل بدعت میں شائع ہو رہا ہے اور اسی قسم کا شعار بن گیا ہے تو اس مشابہت کے بچنے کے لئے اس عمل کا ترک کر دینا بہتر ہے۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ وہ ان ہی میں سے ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کا مجمع بڑھا دے وہ ان ہی میں سے ہے اور نیز وارد ہے کہ تہمت اور بدگمانی کے مواقع سے بچو اور ظاہر ہے کہ بدعقب سے لوگوں کی وضع اختیار کرنے سے دیکھنے والوں کو خواہ مخواہ بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس قاعدے پر ہمارے فقہا نے بہت مسائل متفرع کئے ہیں مثلاً اونچے مقام پر تنہا امام کے کھڑے ہونے کو مکروہ کہنا کسی زمانہ میں داہنے ہاتھ میں انگشتری پہننے کو مکروہ کہنا یہ سب فروع اسی اصل کے ہیں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اسی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی سنت شعار اہل بدعت کا ہو جاوے تو اس کو ترک کر دینا چاہیئے تاکہ اس سے مشابہت نہ ہو جاوے آہ جب سنت کا یہ حکم ہے تو مباح بدرجہ اولیٰ ایسی حالت میں قابل ترک ہوگا۔

فصل عاشر

اس بیان میں کہ اگر کہیں تشبہ کا بھی شبہ نہ ہو تب بھی بوجہ مختلف فیہ اور محل خطر ہونے اس عمل کے ترک ہی کرنا افضل اور موجب اجر و ثواب اقرب الی الاحتیاط ہے رسالہ ابطال میں ہے کہ اس تمام تر بیان کے بعد ہم کہتے ہیں کہ ہمنے جو کچھ اقوال و دلائل کا اختلاف بیان کیا ہے اس سے یہ امر بلاشبہ حاصل ہوتا ہے کہ سماع امور مشتبہ میں سے ہے اور ایمان والے شبہات کی حد پر اٹک جاتے ہیں جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے ترک کیا شبہات کو بچا لیا اس نے اپنی آبرو اور دین کو اور جو شخص کے ارد گرد پھرا تو کھیت میں چاپڑنا بھی اس سے بعید نہیں بالخصوص جبکہ وقت اشعار میں مضامین حسن عشق کے ہوں تو ان مضامین کا سننے والا کسی نہ کسی بلا میں ضرور جا پھنستا ہے گو دین میں کیسا ہی مضبوط کیوں نہ ہو خصوصاً جبکہ گانیوالا صورت شکل اور آواز کا اچھا ہو۔ اور عرب میں جو گانا تھا اس میں اکثر اشعار حرب ضرب و شجاعت و سخاوت وغیرہ کے ہوتے تھے پس جو شخص اپنا دین بچانا ہے اور سلامتی کا خواہاں ہو وہ بہت احتیاط رکھے کیونکہ شیطان کے بہت جال ہیں ہر شخص کیواسطے اسکے مناسب حال ایک جال پھیلاتا ہے اور بعض اوقات جس گانے کا ہم نے بیان کیا ہے یہ اس کے بڑے مکر و فن ہو جاتا ہے خاصکر ایسے شخص کیلئے جو زمانہ شباب میں ہو آہ۔ رسالہ الی الروح میں ہے کہ جانب عمل میں احتیاط یہی ہے کہ گانے بجانے سے بالکل پرہیز رکھے کیونکہ یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے مانع نے تو اس کو حرام کہا ہے دوسرا فریق اس کو مباح ٹھیرا رہا ہے اور جب کوئی امر درمیان اباحت اور حرمت کے دائر ہو تو احتیاط اس سے بچنے میں ہے

کیونکہ کرنے میں یہ خرابی ہے کہ مانع کے نزدیک یہ شخص حرام کا مرتکب ہوا اور فاسق مردود الشہادۃ ہوگیا جبکہ اس پر اصرار کرنیلگا اور چھوڑنے میں مباح کہنے والیکے نزدیک فاسق کیا بلکہ ملامت کے قابل بھی نہیں ہوا کیونکہ اس کے نزدیک تو محض مباح تھا اور ترک مباح سے کسی کے نزدیک بھی گناہ نہیں ہوتا بلکہ ثواب ملتا ہے جب اس نیت سے چھوڑدے کہ اختلاف سے بچاؤ رہے آہ۔ عوارف میں ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت خضر علیہ السلام سے سماع کی نسبت پوچھا جس میں اہل طریقت اختلاف کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ وہ ایک پھسلنا پتھر ہے ہر ایک کا قدم اس پر نہیں جمتا مگر عارفین کاملین کا فقہاء نے فرمایا ہے کہ جب کسی امر میں تردد ہو کہ یہ سنت ہے یا بدعت تو وہ اس سنت کا ترک کردینا چاہئے نیز عوارف میں ہے کہ حضرت جنیدؒ کا قول منقول ہے کہ میں نے ابلیس کے خواب میں پوچھا کہ ہمارے یار دوست بھی تیرا قابو چلتا ہے اس نے جواب دیا کہ میں ان کے معاملوں میں دق ہوجاتا ہوں کسی طرح ان پر میرا داؤ نہیں چلتا مگر دو موقعوں پر۔ میں نے ان موقعوں کو دریافت کیا کہنے لگا ایک سماع کا وقت دوسرا کسی پر نظر ڈالنے کا وقت کہ اسمیں ان کو لے ڈالتا ہوں آہ۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ حفاظت دین کیلئے شبہ ناک امور سے بچنا ضروری ہے بالخصوص حضرات صوفیہ کیلئے جن کی نظر میں آداب مستحبات مثل فرض کے اور مکروہات مثل حرام کے ہوتی ہیں چنانچہ خریتین حضرت حاتم اصمؒ کی حکایت ہے کہ ایک بار مسجد میں داخل ہوتے ہوئے بایاں پاؤں اندر رکھا گیا معاً رنگ مبارک متغیر ہوگیا اور ڈرتے کانپتے باہر نکلے پھر داہنا پاؤں اندر رکھا کسی نے اس کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ اگر ایک ادب بھی آداب میں سے ترک کردوں تو اندیشہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جو کچھ دیا ہے سب سلب فرمالیوے

ع مقرباں را بیش بود حیرانی

اسی جگہ سے مشہور ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اس طریق کا تمام تر دار و مدار طہارت قلب پر ہے جس قدر طہارت میں مبالغہ ہوگا انوار و اسرار کا نزول ہوگا اور جب مشتبہ امر میں مبتلا ہوا کامل طہارت کہاں رہی ہے ملخص[۵] فصولدہ گانہ کا یہ ہے کہ اول تو اس عمل کے مباح ہونے میں تردد پھر مباح بھی مانا جائے تو اس کے شرائط اس کثرت سے ہیں کہ اس زمانہ میں اس کا ایک جزو بھی نہیں پایا جاتا اور اس سے بھی قطع نظر کیجاوے تو عوام کی حفاظت اور بجز و لوگوں کی مشابہت کا شبہ اور خود اس کا محل خطر ہونا یہ سب امور مقتضی احتیاط کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق

خاتمہ بعض شبہات زبان زد عوام کی سرشفی میں

بعض لوگ یہ شبہ کیا کرتے ہیں کہ یہ عمل بڑے بڑے اکابر سے منقول ہے پھر قبیح کیونکر ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان حضرات نے شرائط و آداب کی رعایت سے سنا ہے اس کو کون قبیح کہتا ہے اور اب وہ شرائط مفقود ہیں اس لئے منع کیا جاتا ہے اپنے فعل کو ان کے فعل پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور اگر احیاناً کسی صاحب حال سے بلا اجتماع شرائط یا مجمع عام میں سننا منقول ہو تو سبب اس کا غلبہ حال و بیخودی ہے جس میں وہ معذور ہیں مگر دوسروں کو اقتدا جائز نہیں اور اگر بلا اجتماع شرائط و بدون غلبہ حال کسی سے سننا منقول ہو تو بعد صحت روایت جواب یہ ہے کہ اصول شرعیہ میں سے ہے کہ بجز خیر القرون کے کسی کا فعل حجت نہیں اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ ہم فعل سے احتجاج نہیں کرتے بلکہ ان کا قول اور فتویٰ بھی ثابت

[۵] یعنی کل فصلوں کا خلاصہ یہ ہے ۱۲ سعید حسن مصحح عفی عنہ۔

ہے اور بہت سی رسالہ اس باب میں لکھے گئے ہیں چنانچہ آجکل ایک مجموعہ رسائل اربعہ
فرح الاسماع وابطال دعوی الاجماع وبوارق الاسماع ورسالہ ابی الروح فی السماع شائع
ہوا ہے جسمیں فتوی جواز موجود ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ان صاحبوں نے اس زمانہ
کے سماع کو مباح نہیں فرمایا جسمیں بے شمار منکرات جمع ہیں چنانچہ رسالہ ابی الروح میں
تصریح ہے کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے یہ اس غنا میں ہے جسمیں کوئی امر منکر نہ ہو رہا وہ غنا جسمیں
منکرات کا اجتماع ہو جیسا اس زمانہ میں رواج ہے سو کلا وحاشا کہ وہ شخص بھی اس کے
حرام ہونیمیں اختلاف نہیں کر سکتے آہ۔ اور رہا بجا رسائل مذکورہ کی عبارتیں اثنائے
کلام میں جن میں ہمارے دعوی کی تائید موجود ہے نقل کر چکے ہیں اب انسی سماع متعارف
کے جواز پر استدلال کرنا ایسا ہے کہ کوئی شخص مفتی شرع سے روٹی کے حلال ہونیکو سنکر
غصب وظلم سے کمانا شروع کر دے کہ مفتی صاحب نے روٹی کو حلال کہا ہے تو صاحب مفتی
نے تو روٹی کی ذات کو حلال کہا ہے یہ تو نہیں کہ غصب وظلم سے جو حاصل کیا جائے اس کو
بھی حلال کہا ہے اور اگر ہم رائل عوارض سے بھی قطع نظر کیجاوے تو غایۃ مافی الباب
اقوال مذکورہ سے اتنا ثابت ہوگا کہ بعض کے نزدیک مباح بھی ہے اس سے اباحت
قطعیہ اجماعیہ تو ثابت نہ ہوئی پس جس حالت میں بہت سے اکابر اولیا منع بھی فرما رہے
ہیں جس کا ابھی ذکر آتا ہے تو اس کی اباحت وحرمت میں تردد ہو گیا اور یہ پہلے معلوم
ہو چکا ہے کہ ایسی تردد کی چیز کو ترک کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ اب ان اکابر کی ممانعت
کے بعض فتوی بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ
غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ اگر حاضر ہو ایسی مجلس کی گناہ کی بات جیسے طبلہ اور مزمار اور
عود اور بانسلی اور رباب اور معازف اور طنبورہ وغیرہ تو اس جگہ نہ بیٹھے کیونکہ یہ

سب حرام ہیں اور تذکرۃ الاولیاء کے مختلف صفحات میں روایتیں ہیں سعید بن جبیرؓ نے تین نصیحتیں
سے ایک نصیحت یہ فرمائی کہ اپنی کان کو راگ باجے سے بچانا اگرچہ تو کامل ہو اس لئے کہ مزامیر آفت سے
خالی نہیں اور آخر الامر اپنی خباثت پیدا کرتا ہے۔ ابو سعید خراز نے فرمایا کہ میں نے دمشق میں حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ پر
تکیہ کئے ہوئے تشریف لاتے ہیں اور میں بجائے خود انگلی اپنے منہ پر بجاتا ہوں اور شعر پڑھتا ہوں۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کی بدی نیکی سے زیادہ ہے یعنی سماع نہ کرنا چاہئے حضرت
شیخ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات میں ہے کہ حضرت شیخ قطب عالم رکن الحق والدین گنج شکر
رحمۃ اللہ علیہ فرمودند شخصی نامی دف گرفت فرمودند منع کنند روا نیست چوں سرود گویاں
می رسیدند نیز منع میکردند گاہی بر سر آں نمی شدند تا آنکہ سرود می گفتند روی مبارک بدا آوردند
پرسیدند ذکر می گویند عرض داشتیم ذکر نیکو یند ایں چنیں مستغرق بودہ اند سرود و شنیدن روا
نیست کہ القاری السامع سواء زیرا چہ شنوندہ را نہی منکر واجب آمد پس منع بکنند چوں
نشنود ایضاً عزیزے پرسید منع سماع سبب چیست کہ از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مروی است ؎

لقد لسعت حیۃ الھوی کبدی فلا طبیب بھا ولا راقی

الا الحبیب الذی شغفت بہ فعندہ رقیتی و تریاقی

ہر لفظ مبارک را تند روایت صحیح نیست غیر صحیح است ہر طریق احتمال والا احتمال ترکہ
واجب و دست بر دست نہ زدہ اند و غنغنہ نہ کردہ اند با آواز خوش طریق شعر خواندہ اند بعید
از آں فرمودند دست بر دست زدن منع است زیرا چہ تشبیہ بہ سرود گویاں می شود مگر
یک طریق پشت دست بر کف دست چپ بزنند چوں کسی را بطلبند زیرا چہ تشبیہ نیست و
ایں معمول مخدوم بودہ است پس روی مبارک بریں فقیر آوردند ایں فوائد کہ

گفتم ملفوظ بنویسید پس نوشتم آہ الروایات کلہا اخذت من رسالہ النصیحہ عبارت مذکورہ
میں تو علی الاطلاق سماع پر انکار ہے اب بعضے بزرگوں کے ملفوظات نقل کئے جاتے ہیں
جنمیں اس زمانہ کے سماع پر بوجہ مفقود ہونے شرائط کے انکار ہے جواہر غیبی میں مصباح الہند
سے منقول ہے۔ درین زماں سماع پر وجہیکہ عادت اہل روزگار متصوف رسمیست عین وبال و
محلی انکار ست چہ بیشتر درین وقت مشاہدہ میرود و بنا آں بر داعی نفسانی و خطوظ طبعی
آمد نہ بر قاعدہ صدق و اخلاص و طلب مزید حال کہ وضع ایں طریق در اصل بر آں ساختہ
بودہ است جماعتی را بر حضور مجلس سماع داعیہ تناول طعامی کہ در آں مجمع متوقع بود و طائفہ را
میل قصوف لہو و طرب و عشرت و قومی را رغبت بمشاہدہ منکرات و مکروہات و جمعے را استجلاب
نعم دنیوی و بعضے را اظہار وجد و حال و گروہی را گرم داشتن بازار ایں جملہ محض گناہ
و عین وبال است و محل انکار اور فوائد الفوائد میں ہے کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ فرمودند
کہ چند چیز موجود شود سماع آنگاہ شنود آں چیست مسمع است و مسموع و مستمع و آلہ سماع است و
فرمودند مسمع گوینده است می باید کہ مرد تمام باشد و کودک عورت نباشد اما مسموع
آنچہ میگوید باید کہ ہزل و فحش نباشد اما مستمع آنکہ می شنود باید کہ بحق شنود و محلو باشد
از یاد حق اما آلہ سماع وآں مزامیر است چوں چنگ و رباب و مثل آں باید کہ درمیان نباشد
این چنیں سماع حلال باشد۔ ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ فلاں درویش کو ایسا حال آیا کہ چوٹ لگنے
کی بھی خبر نہیں ہوئی اگر یہ عمل باطل ہوتا تو ایسی تاثیر کیوں ہوتی جواب اسکا یہ ہے کہ بیخودی کے
اسباب مختلف ہیں کبھی غلبہ ذوق باطن سے ہوتی ہے کبھی شدت سرور سے کبھی فرط غم سے
کبھی جنون سے کبھی کسی نشہ دار چیز کھانے سے کبھی ہیجان نفس سے کبھی کثرت تخیر سے کبھی انشاط طبعی سے
جس طرح سانپ بین کی آواز سے مست ہو جاتا ہے وغیر ذالک اور ظاہر ہے کہ بعض ان اسباب میں بعض

محمود ہیں اور بعض مذموم تو مطلق کسی شخص کو بیگانہ اٹھا کر دیکھا وہ لوٹ پوٹ ہو گیا اگر یہ عمل مقبول نہ ہوتا تو اس میں ایسا اثر نہ ہوتا اسکا جواب بھی ظاہر ہے جیسا خود بخود ہو جانا دلیل حقانیت کی نہیں چنانچہ بھی مذکور ہوا اسی طرح دوسرے کو بیخود کر دینا بھی دلیل مقبولیت کی نہیں ہو سکتی صحیح ہے کہ ایسی تصرفات ثمرات ریاضیت سے ہیں خواہ وہ ریاضت حق ہو یا باطل کفر ساحر اور جوگی بڑے بڑے کرشمے دکھلاتے ہیں اسکو ولایت سے کوئی علاقہ نہیں البتہ اگر ایسے خوارق اتباع سنت کیساتھ ہوں تو وہ کرامت اور علامت ولایت ہیں ورنہ محض استدراج ہیں۔ ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ غیر ہم میں وہ شرائط جن سے سماع جائز ہوتا ہے نہ سہی لیکن ان حضرات کی صورت بنانے اور نقل کرنے میں بھی بڑی برکت اور انوار ہیں اس لئے ہم تقلیداً اس فعل کو کرتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ بزرگوں کی صورت و وضع بنانا بیشک نہایت خوبی کی بات ہے مگر یہ اس امر میں ہے جسمیں کسی طرح کا خطرہ اور ضرر نہ ہو بلکہ وہ خیر محض ہو یہ قاعدہ اس لئے ہے کہ اگر اس رجیہ کا خلوص ذوق شوق کسی میں نہ ہو تاہم صورت بنانا بھی موجب برکت ہے جس طرح نوافل پڑھنا اوراد و وظائف پڑھنا انکا لباس پہننا ان کا سا کلام کرنا انکی طرح چلنا پھرنا وغیر ذالک اور جو امر خطرناک ہو اور اس کے ارتکاب کی بہت سی شرطیں مقرر ہوں اس لئے یہ قاعدہ نہیں حضرت مولانا ایسی ہی تقلید کی نسبت فرماتے ہیں۔ ؎

او اگر زہرے خورد شہدے بود — تو اگر شہدے خوری زہرے بود
اے مری کردہ پیادہ با سوار — سر نخواہی برد اکنوں پائیدار

اور اس قسم کے اور بھی ضعیف ضعیف شبہات ہیں جن کا جواب بعد تحقیق اصول مذکورہ کے ہر شخص بخوبی نکال سکتا ہے حاجت بیان نہیں۔ اب تحریر ہذا کو اس وصیت پر ختم کیا جاتا ہے کہ طالب حق پر لازم ہے کہ ہر امر میں طریق سلامتی و احتیاط کو اختیار کرے اور طریق احتیاط اس امر میں یہ ہے کہ نفس سماع کو مختلف فیہ سمجھے اور اس میں جو خرابیاں ملگئی ہیں ان سے

جنکی برائی دلیل قطعی سے ثابت ہے انکو حرام قطعی جسکی برائی دلیل ظنی سے ثابت ہے انکو حرام ظنی جانے اور خود اس عمل سے حتی الامکان بچتا ہے اور جسکو مبتلا دیکھے اگر وہ شخص آداب و شرائط کی رعایت رکھتا ہے جس سے نہ اسکو ضرر ہوتا ہے نہ اسکی وجہ سے دوسرے کو تو ایسے شخص سے تعرض نہ کرے اور اگر آداب و شرائط کا لحاظ نہیں رکھتا تو اس فعل بہیئت کذائیہ پر تو انکار کرتا ہے مگر فاعل پر علی الاعلان طعن و لعن اور اسکی تفضیح و تشنیع نہ کرے کہ موجب فتنہ و موجب عداوۃ ہے اور نیز ممکن ہے کہ اسکو کوئی عذر خفی ہو یا کسی تاویل سے ارتکاب کرتا ہو یا غلط فہمی اسکا باعث ہو اور ان حالتوں میں تشدد زیبا نہیں البتہ خلوت میں نرمی سے اگر اسکو فہمائش ممکن ہو تو دریغ نہ کرے جبتک کہ امید قبول باقی ہو اور جب ناامیدی ہو جاوے کہ یہ نہ مانیگا تو اس سے تعرض چھوڑ دے اور اسکی اصلاح ہدایت کیلئے اللہ تعالی سے دعا کرتا رہے اور اسکی بڑی احتیاط رکھے کہ جن حضرات میں ظاہراً آثار مقبولیت اور بزرگی کے پائے جاویں اور اکثر اعمال میں شریعت کے پابند ہوں گو بوجہ غلط فہمی یا تاول ضعیف یا غلبہ حال یا غلطی فتوی مفتی کے انسے کوئی لغزش صادر ہوتی ہو اُن کی شان میں کسی قسم کی بدزبانی یا بدگمانی نہ ہو دے کہ اس کا وبال از بس عظیم ہے حتی کہ عداوت اولیاء احیاناً موجب سلب ایمان ہو جاتی ہے عیاذاً باللہ تعالی منہ ؎

تا توانی کسب کن با شہاں	ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں	عیب کم کن بندۂ اللہ را
	ورنہ باشی ہیچ ہیچ از ہیچیاں	پس رد ہر دیو باشی ستہاں

اللہم اجعلنا من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذی ہداہم اللہ واولئک ہم اولو الالباب وصل علی سیدنا محمد رسولک وحبیبک مع آلہ واصحابہ واجعلنا معہم یوم الحسنی فی دار الثواب۔ ختمت فی کورت تھانہ بھون شہر جمادی الاولی سنہ ۱۳۲۷ھ

تمت

ملنے کا پتہ: ادارہ اشرف العلوم نزد مولوی مسافرخانہ کراچی

مکتبہ دارالاشاعت دیوبند، ضلع سہارن پور

اور

ادارۂ اشرف العلوم دیوبند

کراچی میں

منتقل ہو گئے ہیں، جن میں جملہ مذہبی علوم و فنون کی، عربی فارسی اردو، درسی و غیر درسی کتابیں اور ہر قسم کے قرآن مجید اور مسلّم علماء ملّت کی مستند تصانیف شائع کی جاتی ہیں اور جمع رکھی جاتی ہیں۔

پتہ یہ ہے

ادارۂ اشرف العلوم نانک واڑہ، کراچی

اور

مکتبۂ دارالاشاعت وکٹوریہ روڈ کراچی